جس کا ذہنی توازن درست نہ ہو، اس کی پاکی وناپاکی کا حکم

ریفرنس نمبر:Lar-10377 تاریخ:23-01-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرا بارہ سال کا نابالغ بیٹا ہے، جس کا دماغی توازن بالکل درست نہیں، کسی بھی چیز کو نہیں سمجھتا، کوئی تدبیر و کام نہیں کر سکتا، نجاست وطہارت کی بھی کوئی تمیز نہیں رکھتا، ڈائپر نہ لگا ہو، تو کپڑوں میں نجاست کر دیتا ہے اور کبھی اپنا نجاست والا ہاتھ اپنے منہ میں ڈال لیتا ہے، خود کھانا بھی نہیں کھا سکتا، اگر کوئی پاس کھانا کھا رہا ہو اور اسے بھوک لگی ہو تو رونے لگ جاتا ہے کھانا نہیں مانگتا، خود ہی اندازہ کرنا پڑتا ہے کہ اس کو کھانا چاہیے، خاموش بیٹھا رہتا ہے کوئی کلام نہیں کرتا، کبھی بھی اس کو افاقہ نہیں ہوتا، بچپن سے ہی اس کی یہی حالت ہے، البتہ بلاوجہ مارتا اور گالیاں نہیں دیتا، لیکن ہاتھ نہیں پکڑنے دیتا کہ کوئی ہاتھ پکڑے تو جھٹکا دے کر چھڑا لیتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اب وہ بالغ ہونے کے قریب ہو گیا ہے، کیا اس پر پاکی حاصل کرنا واجب ہو گا، جبکہ وہ خود استنجا نہیں کر سکتا؟ کیا اب اس کو استنجا کروانا میرے (والدہ کے) لیے جائز ہو گا؟ جبکہ گھر میں کوئی مرد نہیں ہوتا جو یہ کام کر سکے؟ ایسی صورت میں اس کے کپڑے و ڈائپر بدلنے کی کیا مجھے اجازت ہو گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دریافت کی گئی صورت میں نماز، روزہ، اور پاکی کے احکام مثلاً: استنجا وغیرہ اس پر لازم نہیں اور بالغ ہونے کے بعد بھی یہی کیفیت رہی تو تب بھی یہ احکام اس پر لازم نہیں ہوں گے کہ مذکورہ کیفیت میں وہ لڑکا کم از کم معتوہ (جس کی عقل میں خلل ہو، تدبیر وغیرہ میں فساد ہو) تو ضرور ہے اور معتوہ سے شریعت مطہرہ تب تک کے لیے یہ احکام اٹھا لیتی ہے، جب تک اس کو افاقہ نہیں ہو جاتا۔

رہا یہ کہ آپ یا کوئی اور اس کو استنجا کروادے تو یاد رہے کہ کسی پر بھی یہ واجب نہیں، بلکہ اب جبکہ مراہق قابلِ شہوت ہو گیا، تو استنجا کروانے کے لیے اس کے ستر کی جگہ کو بلا حائل چھونا و دیکھنا آپ و دیگر کے لیے جائز نہیں، البتہ کوئی ایسی صورت (جس میں اس کے ستر کو دیکھنا و چھونا نہ ہو) کرنی چاہیے کہ اس کی مکمل صفائی ہو جائے (مثلاً ہاتھوں پر دستانے پہن کر یا کوئی موٹا کپڑا لپیٹ کر، ستر کو دیکھے بغیر دھو یا جائے وغیرہ) کیونکہ مسلسل نجاست لگتے رہنے سے خارش وغیرہ موذی امراض لگنے کا خدشہ

ہوتا ہے۔

رہا کپڑے اور ڈائپر بدلنا، تو اس کے ستر (ناف سے گھٹنوں سمیت بدن کے حصے) کو بلا حائل چھوئے اور دیکھے بغیر یہ کام کرنا ہو گا یعنی اسی طرح کے دستانے پہن لے یا ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور اوپر کوئی چادر وغیرہ سے پردہ کر کے یہ کام کرے، البتہ احتیاط کے باوجود اگر ہاتھ مس ہو گیا یا ستر کے کسی حصے پر نظر پڑ گئی تو یہ معاف ہے، جبکہ فوراً ہٹا لے اور والد یا کوئی مرد یہ کام کرے، ہاں کبھی کوئی ایسی مجبوری کی صورت ہو گئی کہ کوئی مرد پاس نہیں اور اس کے والد یا کسی مرد کے آنے کا انتظار کیا جائے، تو یہ جگہ جگہ نجاست پھیلا دے گا، بدبو پھیل جائے گی، یا زیادہ دیر ایسے رہنے سے لڑکے کو کوئی ضرر یا بیماری لاحق ہونے کا گمان ہو، تو پھر والدہ بھی ان دو شرائط کے ساتھ یہ تبدیل کر سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو والدہ اس سے احتراز ہی کرے۔

فتاوی رضویہ میں ہے:"مسلوب الحواسی کی اعلیٰ قسم تو جنون ہے والعیاذ باللہ منہ، اور ادنیٰ قسم عتہ، جس کے صاحب کو معتوہ کہتے ہیں۔ اس میں بھی اسی قدر ضرورت ہے کہ تدبیریں اس کی ٹھیک نہ رہیں، سمجھ اس کی درست نہ ہو، باتوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے۔ ابھی بیٹھا ہے خوب ہوش و حواس کی باتیں کر رہا ہے، ابھی خرافات و ہذیانات بکنے لگا، سودائیوں کی طرح مہمل و بے معنی بکنے لگا، یہاں تک کہ **شریعت مطہرہ اس کے اوپر سے اپنی تکلیفیں اٹھالیتی ہے اور نماز وروزہ تک اس کے اوپر فرض نہیں رہتا**۔ فی الفتاوی الخیریۃ العتہ قلۃ الفھم واختلاط الکلام وفساد التدبیر وذلک بسبب اختلاط العقل فیشبہ مرۃ کلامہ کلام العقلاء ومرۃ کلام المجانین۔وفی ردالمحتار حکم المعتوہ کالصبی العاقل فی تصرفاتہ، وفی رفع التکلیف عنہ زیلعی (ترجمہ:) فتاوی خیریہ میں ہے، عتہ، قلت فہم، کلام کا اختلاط اور فساد تدبیر ہے اور یہ عقل میں خلل کی وجہ سے ہوتا ہے، تو کبھی اس کا کلام عقلا کے کلام اور کبھی مجانین کے کلام کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ معتوہ کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے تصرفات اور غیر مکلف ہونے میں نابالغ عاقل جیسا ہوتا ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج19، ص619، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوی رضویہ میں ہے:"اس کی عقل میں قصور اور حواس میں فتور اس درجہ ہو گیا کہ **نجاست وطہارت میں تمیز نہیں کرتی اور قلت فہم و اختلاط کلام و فساد تدبیر اسے لازم، تو وہ معتوہہ ہے اور کل تصرفات قولیہ سے مجورہ۔**"

(فتاوی رضویہ، ج25، ص384، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

طحطاوی علی المراقی، فتاوی ہندیہ، محیط برہانی اور فتاوی قاضی خان وغیرہ میں ہے:(والنظم للاول)"فرع في الخانية مريض عجز عن الاستنجاء ولم يكن له من يحل له جماعه سقط عنه الإستنجاء لأنه لا يحل مس فرجه إلا لذلک والله أعلم" فتاوی قاضی خان میں مسئلہ بیان کیا کہ مریض جو استنجا کرنے سے عاجز ہو اور وہ نہ ہو جس سے اس کے لیے جماع جائز ہے تو اس سے استنجا ساقط ہو جائے گا، کیونکہ اس معاملے کے لئے اس کی شرمگاہ کو چھونا، جائز نہیں سوائے اس کے جس

سے صحبت جائز ہے۔ **(طحطاوی علی المراقی، ج1، ص49، دار الکتب العلمیۃ)**

در مختار میں ہے: ”ولو شلتا سقط أصلا کمریض ومریضة لم یجدا من یحل جماعه“ یعنی اگر کسی کے ہاتھ شَل ہو گئے تو اس سے استنجا اصلا ساقط ہو جائے گا جیسا کہ مریض مرد وعورت سے ساقط ہو جاتا ہے جب کہ پاس وہ نہ ہو جس سے ان کے لئے صحبت جائز ہے۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے: ” (قوله: سقط أصلا) أي: بالماء والحجر. (قوله: كمريض إلخ) في التتارخانية: الرجل المريض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن أو أخ وهو لا يقدر على الوضوء قال يوضئه ابنه أو أخوه غير الاستنجاء؛ فإنه لا يمس فرجه ويسقط عنه والمرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج وهي لا تقدر على الوضوء ولها بنت أو أخت توضئها ويسقط عنها الاستنجاء. اهـ. ولا يخفى أن هذا التفصيل يجري فيمن شلت يداه؛ لأنه في حكم المريض “یعنی: پانی اور پتھر دونوں سے ہی استنجا کرنا ساقط ہو جائے گا جیسا کہ مریض سے ساقط ہو جاتا ہے، تاتار خانیہ میں ہے مریض شخص جو وضو کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور اس کی بیوی اور لونڈی نہ ہو، بیٹا یا بھائی ہو تو اس کا بیٹا یا بھائی اس کو وضو کروائیں گے، استنجا نہیں کرواسکتے کیونکہ وہ اس کی شرمگاہ کو نہیں چھو سکتے، استنجا اس سے ساقط ہو جائے گا اور مریض عورت جو وضو کرنے پر قدرت نہ رکھتی ہو اور اس کا شوہر نہ ہو، بیٹی یا بہن ہو تو وہ اس کو وضو کروائیں گی، استنجا اس سے ساقط ہو جائے گا۔ یہ بات مخفی نہیں کہ یہ تفصیل اس شخص کے متعلق بھی جاری ہو گی، جس کے دونوں ہاتھ شَل ہو گئے ہوں کیونکہ وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔ **(رد المحتار مع الدر المختار، ج1، ص607، مطبوعہ کوئٹہ)**

طحطاوی علی الدر میں ہے: ”قوله (سقط اصلا) ای بالماء والحجر, قال الحلبی: والظاهر ان سقوطه مقید بما اذا لم یجد من یحل جماعه انتهی, اقول قدم الشارح ان احد الزوجین لا یجب علیه تعاهد الآخر بخلاف المملوک اللهم الا ان یحمل کلامه علیه, اما احد الزوجین فلا یمنع السقوط الا ان یتبرع ومثل ذالک یقال فی المریض والمریضة“ یعنی پانی اور پتھر دونوں سے ہی استنجا کرنا ساقط ہو جائے گا، حلبی نے فرمایا یہ ساقط ہونا ظاہر ہے کہ اس قید کے ساتھ مقید ہے، جبکہ اس کے پاس وہ نہ ہو جس سے جماع حلال ہے، انتھی۔ میں کہتا ہوں شارح نے پیچھے بیان کیا کہ زوجین میں سے کسی پر دوسرے کی دیکھ بھال واجب نہیں، مملوک غلام و لونڈی میں اس کے برعکس حکم ہے، مگر یہ کہ ان کے کلام کو اس پر محمول کیا جائے کہ زوجین میں سے کسی کا ہونا سقوطِ استنجا سے مانع نہیں مگر یہ کہ وہ تبرعا کرے، اسی کی مثل مریض اور مریضہ کے بارے میں کہا جائے گا۔ **(طحطاوی علی الدر، ج1، ص730، دار الکتب العلمیۃ)**

بہار شریعت میں ہے: ”مرد لُنجھا ہو تو اس کی بی بی استنجا کرادے اور عورت ایسی ہو تو اس کا شوہر اور بی بی نہ ہو یا عورت کا

شوہر نہ ہو تو کسی اور رشتہ دار بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن سے استنجا نہیں کرا سکتے بلکہ معاف ہے۔"

(بہار شریعت، ج1، ص413، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ضرورت کے وقت صفائی کرنے کے لئے ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کا اس لیے کہا گیا تا کہ حتی الامکان ستر عورت کو چھونے سے بچا جائے کیونکہ اس معاملے کے لئے ستر عورت کی طرف نظر کرنے کی طرح بلا حائل چھونا بھی دیگر کے لئے جائز نہیں، جیسا کہ انہیں شرائط کے ساتھ میت کے ستر عورت کی جگہ کو دھونے اور استنجا کروانے کا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: "وتستر عورته بخرقة؛ لأن حرمة النظر إلى العورة باقية بعد الموت قال النبي صلى الله عليه وسلم: «لا تنظروا إلى فخذ حي ولا ميت»۔۔۔ثم الخرقة ينبغي أن تكون ساترة ما بين السرة إلى الركبة؛ لأن كل ذلك عورة وبه أمر في الأصل حيث قال: وتطرح على عورته خرقة هكذا ذكر عن أبو عبد الله البلخي نصا في نوادره، ثم تغسل عورته تحت الخرقة بعد أن يلف على يده خرقة كذا ذكر البلخي؛ لأن حرمة مس عورة الغير فوق حرمة النظر، فتحريم النظر يدل على تحريم المس بطريق الأولى "یعنی میت کے ستر عورت کی جگہ کو کپڑے سے ڈھانپ لیا جائے کیونکہ موت کے بعد بھی ستر کی طرف نظر کرنے کی حرمت باقی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: زندہ اور مردہ کی ران کی طرف نظر مت کرو۔ پھر کپڑا ایسا ہونا چاہیے جو ناف سے گھٹنوں کے درمیان کی جگہ کو ڈھانپ لے کیونکہ یہ مکمل اس کی چھپانے کی جگہ ہے، اصل میں یہی حکم دیا کہ وہاں فرمایا، اس کی عورت کی جگہ پر کپڑا ڈال لیا جائے، اسی طرح امام ابو عبد اللہ بلخی نے نوادر میں صراحتا نقل کیا پھر ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹنے کے بعد کپڑے کے نیچے سے ستر کی جگہ کو دھویا جائے جیسا کہ بلخی نے ذکر کیا، کیونکہ غیر کے ستر عورت کو چھونے کی حرمت اس کی طرف نظر کرنے سے زیادہ ہے تو نظر کی حرمت سے چھونے کی حرمت پر دلالت بدرجہ اولی ہو گی۔

(بدائع الصنائع، ج1، ص300، دار الکتب العلمیۃ)

فتاوی ہندیہ میں ہے: "وصورة استنجائه أن يلف الغاسل على يديه خرقة ويغسل السوأة؛ لأن مس العورة حرام كالنظر إليها، كذا في الجوهرة النيرة "یعنی میت کو استنجا کروانے کی صورت یہ ہے کہ نہلانے والا ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر استنجا کرائے کیونکہ دوسرے کے لئے اس کی ستر عورت کی جگہ کو چھونا حرام ہے جیسا کہ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے، ایسا ہی جوہرۃ النیرۃ میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ، ج1، ص158، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں میت کو غسل دینے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: "پھر نہلانے والا ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔"

(بہار شریعت، ج01، حصہ04، ص811، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اسی طرح جب کوئی شخص اپنے زیرِ ناف بال خود صاف نہ کر سکتا ہو تو ضرورتا انہیں دو شرائط (ستر کو دیکھے اور چھوئے بغیر) کے ساتھ دوسرے سے صاف کروانے کی اجازت دی گئی ہے، ظاہر ہے کہ بالوں کی بنسبت نجاست کی صفائی کی حاجت زیادہ

ہے اور اسے یوں ہی چھوڑے رکھنے میں ضرر بھی زیادہ ہے کہ اس سے گھر کے دیگر افراد کو بھی ضرر لاحق ہو گا لہٰذا اس میں بدرجہ اولی اجازت ہو گی۔ فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی عالمگیری، محیط برھانی، بحر الرائق اور البنایۃ شرح الہدایۃ اور ردالمحتار میں ہے (واللفظ للاول) "وذكر الفقيه أبو الليث رحمه الله في «فتاواه» في باب الطهارات؛ قال محمد بن مقاتل الرازي: لا بأس بأن يتولى صاحب الحمام عورة إنسان بيده عند التنوير إذا كان يغض بصره كما أنه لا بأس به إذا كان يداوي جرحاً أو قرحاً، قال الفقيه: وهذا في حالة الضرورة لا في غيرها وينبغي لكل احدان يتولى عانته بيده اذا تنور" ترجمہ: اور فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاوی میں باب الطہارات میں ذکر فرمایا ہے کہ محمد بن مقاتل رازی نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ حمام والا کسی شخص کی شرمگاہ پر بال صفا پاوڈر اپنے ہاتھ سے لگائے جبکہ اپنی آنکھوں کو بند کر لے جیسا کہ جب کسی زخم یا پھوڑے کا علاج کرنا ہو تو اس صورت میں شرمگاہ کو چھونا جائز ہو جاتا ہے، فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اور یہ ضرورت کی حالت میں ہے بغیر ضرورت کے اجازت نہیں اور ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی زیر ناف پر اپنے ہاتھ سے بال صفا پاوڈر لگائے۔

(فتاوی تاتارخانیہ، کتاب الکراھیۃ، الفصل: مایحل لرجل النظر الیہ، ج18، ص99، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو صدیق محمد ابوبکر عطاری

09جمادی الاخری1442ھ/23جنوری2021ء

الجواب صحیح

ابو الحسن مفتی محمد ھاشم خان عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے